بنی نوع انسان کا معلّم اعظم

محمد صغیر حسن معصومی

تعلیم و تربیت سے افراد کی خفتہ صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں اور ان کی متمیزانہ خصوصیات جلا پاتی ہیں۔ پیغمبر اسلام سے پہلے جتنے نبی، رسول اور ہادی آئے ان کی تعلیم و تربیت کا دائرہ محدود تھا۔ بڑے بڑے دانشور، فلاسفر اور سائنسدان پیدا ہوئے اور اپنی معلومات سے دنیا کو روشن بنایا، مگر ان کی روشنی سے چند افراد یا محدود طبقہ کے لوگ ہی نفع اٹھا سکے۔ وہ کوئی ایسا معاشرہ پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے جو صدیوں تک عالم بھر کی اقوام پر اثر انداز رہا ہو۔ تاریخ عالم میں مسلم معاشرہ ہی ایک ایسا معاشرہ رونما ہوا جو اوّلین بار چار دانگ عالم پر صدیوں نہیں کم و بیش ہزار برس بلکہ اس سے بھی زیادہ چھایا رہا۔ آج بھی اگر دنیا کی اقوام کسی سے ہراساں ہیں تو وہ اسلامی معاشرہ سے، جس کے ابھرنے میں وہ اپنی موت سمجھتی ہیں۔

آج سے چودہ سو برس پیشتر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم معاشرے کو تربیت دی۔ اور ہر شعبۂ زندگی میں اس کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا۔ آپ نے مسلم معاشرے کو کسی خاص قوم، نسل، مقام، رنگ یا زبان کے ساتھ مختص نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ایک عالمگیر معاشرہ قرار دیا جس کے سارے افراد ہر زمانے اور ہر خطۂ ارضی میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے برابر سمجھے جاتے ہیں۔ قیامت تک کے لئے اسلام کے نام لیوا مساوات کے علمبردار اور ایک اللہ (توحید) کے پوجنے والے اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں۔ جن کے بعد کوئی نبوّت کا دعویدار نہیں بن سکتا۔ اور اسی لئے آپ نے تکمیل دین کا اعلان کیا اور قرآن حکیم کی تعلیم دی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ تعلیم دنیا کے معلمین سے بالکل جداگانہ تھا۔ جس کی کوئی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں "پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا اور کہا۔ ایمان کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا:- ایمان یہ ہے کہ اللہ، اس کے فرشتوں کا تم یقین کرو، اس سے ملنے کا اور اس کے رسولوں کا یقین کرو اور قیامت یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کا یقین کرو۔ اس نے پوچھا:- اسلام کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اسلام یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ، نماز ادا کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے مہینے کا روزہ رکھو۔ اس مرد نے پوچھا:- احسان کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا:- احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اللہ کو دیکھتے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھتے تو یقین کرو کہ اللہ تم کو دیکھتا ہے۔ اس مرد نے پوچھا:- قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا:- اس کے بارے میں وہ شخص جس سے سوال کیا گیا ہے سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ البتہ اس کی علامتوں کی خبر میں تم کو دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے، اور جب اونٹ چوپائے چرانے والے مکان بنانے میں ایک دوسرے سے بلند ہونے لگیں (نیز) قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ایک ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث، ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت، ان اللہ علیم خبیر (آخر سورۂ لقمان) "بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور (کب) پانی برسائے گا اور وہی جانتا ہے کہ رحم (مادر) میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں مرے گا۔ بیشک اللہ علم والا اور خبر والا ہے۔" پھر وہ شخص (کسی طرف) چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مرد جبریل علیہ السلام تھے۔ آئے تھے کہ لوگوں کو بتائیں کہ دین کیا ہے۔ (البخاری۔ باب الایمان)

کاشانۂ نبوت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہدایت دی جاتی ہے:- ان رجالا یاتون من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاستوصوا بھم خیرا (مشکوٰۃ) "وہ زمین کے اقطار سے لوگ تمہارے پاس دین سیکھنے کے لئے آئیں گے، تو ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کیجیو۔"

علم کے طلبار کے متعلق مسلمانوں کو یہ بتایا گیا: - ان الملائکۃ لتضع اجنحتھا رضیً لطالب العلم (مشکوۃ) "بیشک فرشتے علم طلب کرنے والوں کے لئے اپنے بازو بچھاتے ہیں تاکہ ان کو راضی رکھیں" حضورؐ کا یہ طریقہ تھا کہ کسی سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو اس سے ہرگز سختی نہ برتتے بلکہ نرمی سے سمجھا دیتے تھے تاکہ دوبارہ اس غلطی کا ارتکاب نہ کرے۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قام اعرابی فبال فی المسجد فتناولہ الناس فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ واھرقوا علی بولہ سجلا من ماء او ذنوبا من ماء اخرجہ البخاری (ج ا ص ۳۵)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، فرمایا ایک اعرابی کھڑا ہوا اور مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اس کو پکڑا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو" غرض حضورؐ کی رحمۃ للعالمین کے طفیل اعرابی کی جان چھوٹی اور ناپاکی کے ازالے کی صورت کی تعلیم بھی آپ نے دے دی۔

مسجد نبوی میں ایک صفہ (چبوترہ) چھپروں کے نیچے حضورؐ نے اس لئے قائم کیا تھا کہ دور دور سے جو لوگ طلب علم کے لئے آتے ہیں انہیں اس میں ٹھہرایا جائے۔ اور تعلیم دی جائے۔ اس صفہ کے رہنے والوں کی خبر گیری مسلمانوں کے سپرد تھی۔ تاریخ اسلام کی اس پہلی درس گاہ میں مختلف اوقات میں کم و بیش ستر اسی طلبار تک رہتے تھے۔ ان میں سے کچھ تو دن میں لکڑیاں جنگل سے لا کر بیچتے اور اپنا کام چلاتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے۔ اصحاب ثروت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایما سے ان کی امداد بھی کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان لوگوں کے کھانے پینے کی نگرانی کرتے تھے۔ کوئی خراب و ناقص چیز ان لوگوں کے لئے بھیجی جاتی تھی تو آپؐ اس پر تنغص کا اظہار فرماتے تھے۔ بعض ممتاز طلبہ حضرت معاذ بن جبلؓ وغیرہ کے فرائض میں تھا کہ امدادی اشیار کی حفاظت کریں اور طلبا میں تقسیم کریں۔ یہ ساری باتیں احادیث کے مجموعوں میں منضبط ہیں۔

ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کو علم طلب کرنے والوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیتے ہیں، دوسری طرف اگر کسی طالب علم سے خطا سرزد ہو جاتی ہے تو اس پر خفگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ چنانچہ اسی صفہ کے ایک طالب علم کا انتقال ہوتا ہے۔ غسل کے وقت میت سے ایک اشرفی نکلتی ہے پیغمبرؐ کی زبان سے "کیۃ من النار" (آگ میں داغنے کا ایک آلہ) کی آواز

سن کر مجمع بھڑا اٹھتا ہے۔ کہتے ہیں دوسری دفعہ ایک اور طالب علم کی کمر سے دو اشرفیاں برآمد ہوئیں۔ کیتان من النار (آگ میں داغنے کے دو آلے) کی آواز لسان نبوت سے پھر سنی گئی۔ مطلب یہ کہ طلبا کو چاہیئے کہ اپنی نگاہ بلند رکھیں۔ طلب علم کے ساتھ ہوس زر کا شکار نہ ہوں اور جو ایسا کرے گا اس کے متعلق فرمایا گیا کہ اس کا روپیہ آخرت میں کیۃ من النار بن جائے گا۔ یعنی اسی روپے سے جہنم میں داغا جائے گا۔

ایک طرف توانا و تندرست آدمی سے کہا گیا ہے کہ بھیک اس کے لئے حرام ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں سے کہا گیا کہ مانگنے والوں کو جھڑکنا نہ چاہیے۔ مردوں سے کہا گیا عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکیں۔ عورتوں سے کہا گیا کہ ان کی نماز گھر میں مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لایستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسألون الناس الحافا۔ "صدقہ وخیرات کا استحقاق ان فقیروں کو ہے جو اللہ کی راہ میں گھر گئے ہیں۔ زمین میں چل پھر کر (معاش مہیا نہیں کر سکتے) جو نہیں جانتا وہ تو ان کو تونگر سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ سوال کرنے سے بچتے ہیں۔ تم انہیں ان کی پیشانیوں سے پہچان سکتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق کار تبلیغ اور تعلیم و تربیت میں بھی وہی رہا جس کی طرف قرآن حکیم نے آپؐ کی رہنمائی کی۔ چنانچہ حکم خداوندی ہے:- ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ط ان ربك ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین (النحل ۱۶ آخر سورت) اے پیغمبر آپ دعوت دیجئے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف عقلمندی اور اچھی نصیحت کی باتوں کے ساتھ۔ اور ان سے اچھی حجت و دلیل کے ساتھ بات کیجئے (کہ وہ قائل ہو جائیں) بیشک آپ کا پروردگار ان لوگوں کو جانتا ہے جو اللہ کی راہ سے بھٹک گئے اور ان کو بھی جانتا ہے جو اللہ کی راہ پا گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزنش کا طریقہ بھی انوکھا تھا۔ عام طور پر بدلا لیتے وقت لوگ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اور جی کھول کر اپنی بھڑاس نکالتے ہیں۔ حضور کا طریقہ یہ نہ تھا۔ بلکہ

آپ کا عمل بعینہٖ وہ تھا جس کی ہدایت قرآن پاک میں کی گئی ہے ۔ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ط ولئن صبرتم لھو خیر للصٰبرین (سورۃ النحل : آخر سورت) اور اگر تم لوگ سزا دینا چاہو تو ویسی ہی سزا دو جیسی سزا تم کو دی گئی اور البتہ اگر صبر سے کام لو تو یہ ضرور صبر کرنے والوں کے لئے خیر و سعادت ہے ۔

یوں تو آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ امت اور عالم انسانیت کے لئے درس آموز ہے ۔ لیکن آپ کی معلمانہ زندگی کا باقاعدہ آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب آپ کو منصبِ نبوت تفویض کیا گیا اور آپ نے اپنے مشن کا آغاز کیا ۔ زندگی کے چالیس سال گذرنے کے بعد غارِ حرا میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی ۔ جس کی ابتدا پڑھنے کے حکم سے ہوتی ہے " اقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم "

وحی آنے پر آپ برملا توحید و رسالت کی تبلیغ کرنے لگے اور لوگوں کو اسلام کی تعلیم دینے لگے ۔ اب آپ معلم اخلاق ، معلم زہد و اتقاہی نہیں تھے بلکہ معلم احکام الٰہی بھی تھے ۔ دنیا کے سارے لوگوں کو خالص دین ابراہیمی یعنی اسلام کی دعوت دینے لگے ۔ آپ کے شیدائی اب بھی آپ کے شیدائی رہے ۔ مکے کے سربرآوردہ اشخاص البتہ اس نئی دعوت میں اپنی توہین سمجھنے لگے اور انہوں نے آپ پر ، آپ کے غریب و کمزور پیروکاروں پر ہر طرح کی سختی کی ، یہاں تک کہ ان کی جان لینے کے درپے ہو گئے ۔ نبوت کے بعد تیرہ سال کی مکی زندگی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرزِ عمل سے صبر و رضا کے عظیم معلم ہونے کا ثبوت دیا ۔ اپنے کمزور ساتھیوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ۔ لیکن خود اہلِ مکہ کے ہر طرح کے مظالم سہتے رہے ۔ آپ نے مکہ اس وقت چھوڑا جب کہ کفارِ قریش آپ کو قتل کر دینے کے ارادے سے آپ کے گھر کو گھیرے میں لے کر آپ کے نکلنے کے منتظر تھے ۔

ہجرت سے دو سال پیشتر یثرب میں نورِ اسلام پھیلنے لگا تھا ۔ اہلِ یثرب کی تعلیم کے لئے آپ حضرت مصعب بن عمیر (ابن سعد ۲۲۰ ۔ ج ۱) کو بھیج چکے تھے ۔ اہلِ یثرب کی طرف سے مطمئن ہونے پر آپ نے مکہ چھوڑا ۔ مکے کے بہت سے مسلمان پہلے ہی حضور کی اجازت سے ہجرت کر چکے تھے

آپ نے یثرب پہنچتے ہی مہاجرین اور انصار میں اخوّت، اور بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا۔ یہ دینی اخوّت خون کے رشتوں سے زیادہ مضبوط اور مؤثر ثابت ہوئی۔ اس طرح حضورؐ نے نظم ونسق اور تدبیر و حکمت کی تعلیم دی۔ تدبیر منزل کی تعلیم کے ساتھ یثرب کے یہود و نصاریٰ اور کچھ مشرکین کے ساتھ معاہدہ کیا۔ اس معاہدے میں جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے تقریباً اکیاون دفعات ہیں اور ان کی رو سے آپ کو سربراہ تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ ایک بے نظیر تعلیم حکمرانی و جہانبانی کی تھی۔ دوسرے ادیان و اقوام کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

مشرکین مکہ کی ریشہ دوانیوں کا جواب غزوۂ بدر و احد، غزوہ احزاب وصلح حدیبیہ، غزوات و سرایا کی تنظیم و قیادت آپ کی بے مثال تنظیمی صلاحیت کی شاہد ہے۔ فتح مکہ اور قبائل عرب کا اسلام میں جوق درجوق داخل ہونا اور مسلمانوں کا عرب پر تسلّط اور اعلاء کلمۃ الحق کی مزید تبلیغ و اشاعت کی تکمیل آپ کی بے نظیر تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہانبانی کے وہ اصول سکھائے جن کی نظیر قبل کے تاریخی زمانوں میں نہیں ملتی۔ آپ نے ملت اسلامیہ کو ایسی قوم بنایا، جس میں کسی ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر کوئی فوقیت نہیں۔ ہر جگہ کے مسلمان ایک دوسرے کے برابر اور قانون کے آگے ایک جیسے ہیں۔ کسی کو کسی پر تقویٰ کے سوا کسی دوسری وجہ سے فضیلت حاصل نہیں۔ ساری قوموں کو اور ان کے سارے افراد کو ایک خالق ایک پروردگار رب العالمین کے آگے سربسجود کیا۔ خود اپنے کو بھی قرآنی تعلیمات کا پابند اسی طرح رکھا جس طرح اپنی امت کے لوگوں کو اس کی پابندی کی تعلیم دی، بلکہ آپؐ نے خود احکام قرآنی پر عمل کر کے ایسا نمونہ پیش کیا کہ پوری قوم اور آنے والی قومیں آپؐ کو دیکھ کر ان احکام کے مطابق اپنے اعمال و عقائد کو درست کر سکیں۔

دنیاوی مال وجاہ کی آپؐ نے کبھی پرواہ نہ کی اور نہ اپنے اہل وعیال کے لئے غلام و لونڈی، مال ومتاع کی زیادتی کو پسند کیا۔ سرداری و شاہی کے باوجود ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے یہاں کبھی دو دن لگاتار چولہا نہیں جلا، اس لئے کہ آپؐ نے اپنے یہاں کبھی مال جمع نہ ہونے دیا اور جو کچھ آیا حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیا۔ امارت کو آپؐ نے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی بڑائی اور فضیلت کا ذریعہ نہیں بنایا۔

نمازِ باجماعت کے لئے جس طرح ایک امام کی ضرورت ہے جس کی اطاعت سارے مقتدیوں پر فرض ہے، اسی طرح دنیاوی امور نیز دوسرے مسائل و مصالح کے لئے اپنے کو منظم کرنا اور راہبر بنانا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لثلاثۃ نفر یکونون بارض فلاۃ الا امروا علیہم احدہم" (اخرجہ احمد - ج ۲ - ص ۱۷۷) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کے لئے جو کسی وسیع سرزمین میں ہوں، نہیں حلال ہے مگر یہ کہ اپنے اوپر اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ امام احمد نے اس حدیث کو ضبط کیا ہے۔

اسلام کے داعیٔ نے سارے بشری امور کی تنظیم قائم کی اس طرح کہ ہر فرد بشر عبادات میں معاملات میں آپس کے لین دین میں اپنے خالق پروردگار سے رابطہ رکھتا ہے اور اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہر طرح کے شر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس معاشرے میں یہ نظریہ نہ ہو کہ ہر فرد بشر اپنے خالق سے تعلق رکھتا ہے، وہ معاشرہ ہر قسم کے استحصال کا شکار رہتا ہے اور اس معاشرے کے افراد کو آزادی حاصل نہیں ہوتی۔

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فرمان "وشاورھم فی الامر" و "امرھم شوریٰ بینھم" کے مطابق ہر معاملے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ فرماتے تھے۔

ہر عاقل بالغ کو مکلّف قرار دیا گیا۔ ذمہ داری سمجھنے اور دوسرے کے حقوق پہچاننے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فرد کو علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی۔ قرآن حکیم نے ابتدا ہی سے علم کی تحصیل کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"۔ ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ یہ حکم ظاہر ہے اس لئے ہے کہ ہر فرد کو امامت اور تبلیغ دین کے فرائض انجام دینے کی نوبت میسر آسکتی ہے۔

اسلام سے پہلے عورتوں کی حالت زار و زبوں تھی۔ عیسائیوں اور یہودیوں نیز ہندوؤں میں ان کا کوئی سماجی مقام نہیں تھا۔ ہر ماہ انہیں ان کے خاص دنوں میں اس طرح دور رکھا جاتا گویا نجس العین ہیں۔ دوسری اقوام میں ان کے نام ان کے شوہروں کے ناموں میں گم ہوجاتے ہیں۔ اور ان کی اپنی

انفرادی حیثیت صفر کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ ہندوؤں میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے عورتوں کو ان کے مردہ شوہروں کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بار ان کو ان کے شایان شان قانونی حقوق دیئے۔ ترکے میں انہیں حصہ دار بنایا۔ ماں کی حیثیت سے، بیوی کی حیثیت سے، بیٹی کی حیثیت سے نیز بہن کی حیثیت سے ان کو وارث قرار دیا گیا۔

اسلام کے طلوع کے وقت تجارتی کاروبار کے مختلف طریقے رائج تھے۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام نے قرآن کی زبانی حکم دیا:۔ " ابتغوا من فضل اللہ " اللہ کا فضل یعنی تجارت سے رزق حاصل کرو۔ آپؐ نے تجارت کی ترغیب دی اور اس کے اصول بیان فرمائے۔ (۱) معاملات تجارت میں جانبین کا تعاون ضروری ہے۔ (۲) معاملہ میں جانبین کی رضامندی ضروری ہے۔ (۳) معاملہ کرنے والے معاملہ کی اہلیت رکھتے ہوں یعنی کم عقل بچے نہ ہوں اور نہ ان کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو۔ (۴) معاملہ میں نہ دھوکہ ہو نہ کسی قسم کی خیانت و معصیت۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے ایسے طریقے ممنوع قرار دیئے جن میں (۱) افزونیٔ مال اور حصول نفع کا ایسا معاملہ ہو جس میں باہمی تعاون یا رضامندی مفقود ہو اور ایک جانب کا فائدہ دوسری جانب کے یقینی نقصان پر مبنی ہو۔ مثلاً جوا (میسر) لاٹری اور سٹہ کے سارے انواع و اقسام۔ (۲) مالی نمو اور حصول نفع کا وہ معاملہ جس میں جانبین میں سے کسی ایک جانب حقیقی رضا نہ پائی جاتی ہو، مثلاً سود یا کسی اجیر (مزدور) کو اس کی محنت کے مقابلہ میں غیر واجبی اجرت دی جائے۔ (۳) ایسا کاروبار جو اسلام کی نگاہ میں ممنوع و معصیت ہو۔ مثلاً شراب۔ مردار، منشیات، اصنام (بت) خنزیر وغیرہ کی خرید و فروخت یا ان اشیاء کی خرید و فروخت جو اپنی ذات میں نجس اور ناپاک ہوں، (۴) وہ معاملات جن میں جانبین میں عقد ہو جانے کے باوجود نزاع اور مناقشہ کی صورتیں باقی ہوں۔

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی بدعنوانیوں مثلاً احتکار اور اکتناز یعنی ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری نیز چور بازاری اور ممنوع اشیاء کے کاروبار سے منع فرمایا ہے۔

تجارت کے علاوہ صنعت و حرفت کا حکم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں موجود ہے، حضرت خالد کہتے ہیں:۔ رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ انسان کے لئے کسب معاش کا کون سا ذریعہ بہتر ہے؟ فرمایا دستکاری (ابن ماجہ) عن رافع بن رفاعہؓ نہانا عن کسب

الامۃ الاماء ملت بید ھا وقال ھکذا باصابعہ نحو الخبز والغزل والنفش (اخرجہ احمد وابوداؤد) رافع بن رفاعہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا امت کی کمائی سے مگر وہ جس کو امت اپنے ہاتھوں کمائے۔ آپ نے اپنی انگلیوں سے بتایا کہ اس طرح، یعنی روٹی پکانا، کاتنا اور چھپائی کرنا ہے۔ احمد اور ابوداؤد نے روایت کی۔

تقسیم دولت کے مختلف طریقے اسلام میں اختیار کیئے گئے ہیں۔ پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انفاق کا حکم دیا، یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کو ثواب بتایا۔ اسراف و تبذیر یعنی بے جا صرف اور بیجد خرچ کرنے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالی نے مال داروں پر فرض کیا کہ اپنی پس انداز کی ہوئی رقم میں سے سالانہ زکواۃ ادا کریں۔ وقتاً فوقتاً صدقات، وخیرات دیں۔ پھر زکوٰۃ وصدقات، کا مصرف واضح کیا گیا۔

آفتاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادات ومعاملات کے علاوہ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، یہاں تک کہ قضاء حاجت اور طہارت کے طریقے، آداب، نیز، لباس وکلام کے آداب سب کچھ سکھائے۔ کتاب الآداب میں یہ سارے آداب بالتفصیل احادیث کے مجموعوں میں منضبط ہیں۔ آپ نے بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کا حکم دیا۔ غرض ہادی برحقؐ نے حیات انسانی کے ہر گوشے کے متعلق ایسی تعلیم دی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔